قیصر فقیر نظامانی
اور
تیمور شاہ والیٔ کابل

حاجی شیر محمد نظامانی

مترجم طفیل احمد قریشی

سردار قیصر خاں نظامانیوں کی سات شاخوں میں الودانی شاخ کے ایک بہادر سردار اور امیر تھے[1] وہ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔

یہ وہی قیصر خاں ہیں جن کا ذکر مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کے پوتے مخدوم ابراہیم تصنیف القسطاس المستقیم میں اس طرح کرتے ہیں:۔

ولقد افتی للامیر فتح علی خاں	میر فتح علی خاں کے لئے چند علماء نے یہ فتو
تا نیر خاصة بعض العلماء بجواز	کہ وہ عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا

---

[1] نظامانیوں کی سات شاخیں یہ ہیں:۔

(i) الودانی جس کے سردار ٹنڈو قیصر کے احمد خاں نظامانی ہیں۔

(ii) لشکرانی جس کے سردار احمد خاں لشکرانی جاتڑی ساکن نم گوٹھ ہیں۔

(iii) اسماعیلانی جن کے سردار باقر اور راجہ گوٹھ کے اللہ داد خاں ہیں۔

(iv) مرانی جن کے سردار گوٹھ کرم نظامانی کے ولی محمد بن علی بخش ہیں۔

(v) ٹھٹوانی جس کے سردار غلام علی خاں ماتلی والے ہیں۔

(vi) میارکانی کے سردار تالہو خاں کریہ گھنور کے۔

(vii) بھلیلانی جس کے سردار علی بخش خاں ہیں لیکن انکے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ وہ نظام کی اولاد میں نہیں

الفطر فی رمضان واداء الفدایۃ عوضا لعلۃ تیسر العدل الۃ والانصاف۔

کے لئے رجب میر صاحب مصروف ہوں اور ماہ رمضان آجائے تو اگر وہ چاہیں تو رمضان کے روزوں کے بدلے فدیہ دے دیا کریں۔

وایضا افتو الواحد من امرائہ اسمہ قیصر خان نظامانی انہ اذا اتی رمضان فی موسم حار یجوز تاخیر الصیام الی ایام البرد الی اقصر الایام

اسی طرح ان علماء نے ان کے ایک امیر قیصر خاں نظامانی کے بارہ میں بھی یہ فتوٰی دیا ہے کہ اگر رمضان گرمی کے ایام میں آجائے تو بیشک وہ روزہ قصر کرکے سردی کے دنوں میں اس کی ادائیگی کر سکتے ہیں۔

قیصر خاں کی تاریخ ولادت کے بارہ میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ گمان غالب یہ ہے کہ آپ کی ولادت ۱۱۳۰ھ سے ۱۱۳۵ھ کے درمیان کسی سال ہوئی۔

قیصر خاں نظامانی کی عمر کا بیشتر حصہ انقلابوں، جنگوں اور مختلف قسم کے سفروں میں گذرا کبھی تو وہ تاجدار دہلی شاہ عالم ثانی سے ملاقاتوں کے لئے رختِ سفر باندھتے دکھائی دیتے ہیں اور کبھی وہ کابل میں تیمور شاہ سے بلوچی حکومت کے قیام کے سلسلہ میں گفت و شنید کرتے نظر آتے ہیں۔ غرض یہ کہ قیصر خاں نظامانی ایک طرف تو فارسی اور عربی کے بہترین عالم ہیں، تو دوسری طرف ایک کامیاب سیاسی مُدبر۔ یہاں اُن کی ان خداداد صلاحیتوں کے ضمن میں صرف ایک واقعہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ یہ واقعہ ان دنوں کا ہے جب عبدالنبی کلہوڑہ سندھ میں بلوچوں سے شکست کھاکر تیمور شاہ کے پاس کابل پہنچا تاکہ وہاں سے اُسے کچھ مدد ملے اور وہ پھر ایک دفعہ طالع آزمائی کرے۔ چنانچہ فاتح فتح علی کے دربار میں دیوان گدومل نے یہ تجویز پیش کی کہ بلوچوں کی طرف سے بھی تیمور شاہ کے پاس ایک وفد جانا چاہیئے۔ تجویز تو معقول تھی لیکن خود میر فتح علی اس لئے کابل جانے کے لئے تیار نہ تھا کہ کہیں تیمور شاہ اسے ..... قید نہ کرلے۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی میر غلام علی خاں کو اپنا نمائندہ بناکر قیصر خاں نظامانی آغا ابراہیم شاہ اور مرزا محمد علی پر مشتمل ایک وفد کابل بھیجا۔ میر غلام علی کی عمر اُس وقت زیادہ سے زیادہ پندرہ یا سولہ سال تھی۔ اس وفد کا مقصد یہ تھا کہ تیمور شاہ کو سندھ کی صحیح صورتِ حال

سے آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ عظیم ٹھٹوی اپنے فتح نامہ سندھ میں اس واقعہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں ؎

پس از چند ایام آمد خبر ۔۔۔ ز معروضہ مردم معتبر
کہ یک چند عبدالنبی بے ثبات ۔۔۔ ہمی بود اورا رہ دیرہ جات
رواں شد از انجا کنوں داد خواہ ۔۔۔ بار دوئی سلطان تیمور شاہ
چوں دیواں گدومل آں ہوشیار ۔۔۔ شنید ایں خبر پی بہ پی بار بار
رسانید در عرض عالی حضور ۔۔۔ کہ شد در تقابل جوابش ضرور
وکیلاں فرزانہ و ہوشمند ۔۔۔ بار دوئی شاہی روانہ شوند
غلام علی میر دانش بلند ۔۔۔ بفرمود تدبیر دیوان پسند
شدند آخر اندر حضور انتخاب ۔۔۔ یکی میر ممتاز آصف جناب
دعا گوئی دولت براہیم شاہ ۔۔۔ دگر خان فرزانہ دانش پناہ
بہمت جواں و بہ تدبیر پیر ۔۔۔ خردمند دیرینہ قیصر فقیر
کہ مردانہ در پیش گاہ جلال ۔۔۔ عدو را بہ حجت دہند انفعال
غلام علی میرزا ہوشیار ۔۔۔ رواں گشت ہمراہ شان دستیار
باعزاز و اکرام راہے شدند ۔۔۔ روانہ باردوئی شاہی شدند

یہ وفد جب کابل پہنچا تو تیمور شاہ نے اسے باریابی کی اجازت تک نہ دی کیونکہ وہ میر [...]علی سے سخت ناراض تھا۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ امین الملک اور قاضی القضاۃ کے ہاں [...]ہوڑوں کی اچھی خاصی رسائی تھی۔ یہاں تک کہ شیخ قمر الدین کا باپ شیخ محمد محفوظ عبدالنبی [...]ہوڑہ کی طرف سے سفیر کی حیثیت سے کابل میں رہتا تھا۔ وہ درباریوں کو خوش رکھتا تھا [...]، حالات میں اس وفد کو بادشاہ کے دربار میں باریابی کا موقع نہ ملنا کوئی عجیب بات نہ تھی [...] موقع پر قیصر خاں نے ایک حکمت عملی سے کام لیا۔ اس نے تیمور شاہ کے پیر خواجہ [...]ن اللہ سرہندی کو ملا لیا[1]۔ خواجہ سرہندی صاحب مخدوم ابراہیم ٹھٹھوی کے بھی مرشد تھے۔

---

[1] قیصر خاں نے پیر خواجہ صفی اللہ سرہندی صاحب سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جب وہ حج کیلئے (باقی صفحہ آئندہ پر)

اور گاہے بگاہے سندھ تشریف لاتے تھے۔ چنانچہ وفد کو خواجہ سرہندی صاحب کی معرفت دربار میں باریابی کا موقع مل گیا۔ وفد نے بادشاہ کو یہ باور کرایا کہ عبدالنبی نے اپنے کئی بے گناہ عزیزوں اور دوسرے بلوچوں کو قتل کرا دیا ہے اور اگر وہ چاہے تو خود عبدالنبی کو بلوا کر وفد کے سامنے اس کی تصدیق کرا سکتا ہے۔ اور یہ کہ اب سندھ کی صحیح صورت حال یہی ہے۔ عظیم ٹھٹھوی نے اس گفتگو کو اس طرح بیان کیا ہے ؎

وکیلاں دانا بفرزانگی　　نمودند ملزم بہ عبدالنبی
بہر جا کہ سر شد جواب و سوال　　کشید از غلطہائے خود انفعال
بفرمود آں خسرو ذو العقول　　کہ کوتہ تواں کرد ایں عرض و طول

اس گفتگو کے بعد تیمور شاہ نے مزید پوچھ گچھ نہ کی۔ زئیں میاں بخش علی خاں کہا کرتے تھے کہ قیصر خاں فارسی کے جید عالم تھے۔ چنانچہ جونہی انہیں تیمور شاہ کے دربار میں باریابی کا موقع ملا، انہوں نے اپنے عالمانہ اور ادیبانہ انداز گفتگو سے بادشاہ کو اتنا متاثر کیا کہ جبتک اُن کا قیام کابل میں رہا وہ تیمور شاہ کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ بادشاہ ان کے ساتھ کھانا تناول کرتا اور ان کے بغیر بادشاہ اکیلا کھانا نہ کھاتا تھا۔ اس وفد کی واپسی پر جب تیمور شاہ نے وفد کو سندھ کی حکومت کی سند عطا کی تو اُس نے قیصر خاں سے پوچھا کہ کیا آپ کا نام بھی اس میں لکھ دیا جائے؟ انہوں نے جواب دیا کہ پوری بلوچ قوم نے میر فتح علی کو اپنا سردار منتخب کیا ہے اس لئے سند میں صرف اسی کا نام لکھا جائے۔ چنانچہ یہ وفد اپنے مشن میں کامیاب ہوا اور خلعت و سند حکومت لے کر وطن واپس لوٹا۔ ان حالات کو عظیم ٹھٹھوی نے اس طرح بیان کیا ہے ؎

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تشریف لے جائیں گے تو ان کا پورا خرچ ہم برداشت کریں گے۔ پیر صاحب ۱۲۱۳ھ میں سندھ آئے اور حج کا ارادہ ظاہر کیا لیکن میر فتح علی نے اس وعدہ پر غور نہیں کیا، اس پر قیصر خاں نے صرافہ بازار میں اپنی ملکیت کے زیورات بیچ کر سات ہزار روپیہ اکٹھا کر کے انہیں دیا۔ وہ میر صاحب سے بہت ناراض ہو گئے مگر اسی سال حدیدہ تک ہی پہنچے تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہا اور حج بھی ادا نہ کر سکے۔

دریں عرصہ شد شاہ والا سریر | بسے مہرباں بر وکیلان میر
شد مرحمت خلعت ملک زود | باعزاز میر مبارک وجود
رقم در خصوص نظامت عطا | شد از روئے الطاف بے منتہا
مخلع شدند آن وکیلان میر | باعزاز و با احترام کثیر
وکیلان فرزانہ و ہوش مند | چو با صد نوازش مرخص شدند
نسیمی زدرگاہ گیتی پناہ | بیامد کہ شاہزادہ رو براہ
وکیلاں بیاوردہ با آب رو | باردوئی میر ظفر یاب رو

عظیم ٹھٹھوی نے ان اشعار میں جہاں بھی قیصر خاں کی طرف اشارہ کیا ہے، وہاں اُن کے لئے فرزانہ اور دانش پناہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ عظیم ٹھٹھوی آگے لکھتے ہیں ؎

بشوکت وکیلان سرکار میر | رسیدند خوشدل بہ دربار میر
ہم آن خلعت سرفرازی بہ میر | رساندند از شاہ غازی بہ میر
بطغرائی دولت مبارک رقم | رساندند از پیش گاہ کرم
ہم آن بادپایاں تازی نژاد | کہ بر وند گوئی بہ سبقت زباد
گذارش نمودند اندر حضور | بصد خورمی و ہزاراں سرور
چو آن خلعت ملک پوشید میر | زالطاف شاہ معلا سریر
دو بالا شد اقبالش اندر جہاں | مبارک مبارک بگفت آسماں
بسالش چو شد سرز "ا" عدا جدا | زدل "خلعت ملکی" آمد ندا
۱۲۰۰ھ | ۱۱۹۹ھ

مندرجہ بالا اشعار میں جس طغرائی دولت یعنی سند حکومت کا ذکر ہے اس کا ترجمہ یہاں نقل کیا جا رہا ہے۔ یہ سند قیصر خاں کا وفد اپنے ساتھ لایا۔ اس سند سے ایک طرف تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں میر فتح علی کا صرف نام ہی نہیں لکھا گیا بلکہ اسے عالیجاہ، رفیع جائگاہ، عمدۃ الخوانین، امیر الامراء العظام، اخلاص کیش آستان معدلت نشاں جیسے شاندار القاب سے نوازا گیا ہے۔ دوسری طرف اس سند سے کابل کے دربار کے انشاء پردازوں کی قابلیت کے جواہر کی جھلک

ایاں نظر آتی ہے۔

روانۂ ریاست سندھ نام میرِ فتح علی خاںؒ

چونکہ غیب و شہود کے ملکوں کے رفیع الشان ناظم، جہانِ ہستی و بود میں احکامات نافذ فرمانے والے نے وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ (یعنی وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے) کے فرمان کے مطابق اپنی مملکت بے پہناں کے مختلف ملکوں کے شہروں اور لعوں کو ہمارے تابع فرمان کیا ہے اور اس نے اپنی دی ہوئی اس ہماری شہرت اقتدار، بزرگی و صلہ رحمی اور عنایتوں کی آواز کو ان ملکوں کے طول و عرض میں سانوں کے کانوں تک پہنچا دیا ہے۔ اور لوگوں کے بڑے بڑے اور اہم امور ن لگامیں اس خدائے بزرگ و برتر نے ہماری حمایت و کفایت میں دیدی ہیں۔ اس لکِ حقیقی نے سرداروں کی سرداری اور بزرگی و امارت کا علم اپنی قدرت سے ہمارے نام ربلند کیا ہے۔ اس نے میدان کارزار اور میدانِ استقلال میں ہمارے غلبہ کا جھنڈا اپنی درتِ کاملہ سے ایسے لوگوں کو شکست دینے اور عبرت سکھانے کو بلند کیا ہے جنکے اعمال خراب ں جو خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہیوں پر چلاتے ہیں چنانچہ خلافت کی طرح اس لومت کی بے پناہ عنایات سے متاثر ہو کر سرکش ترین لوگ بھی اب اسکے فرمانبردار ہو گئے ہیں سلئے قادر یکتا کی ان مہربانیوں کا شکریہ ادا کرنے والوں کے لئے ضروری خیال کرتے ہوئے ہم نے یہ حکم دیا ہے کہ اس حکومت کے خیر اندیش و ارادت کیش ہیں جن کے اخلاص و عداقت کو امتحان کی کسوٹی پر پرکھا جا چکا ہے انہیں درباری ہونے کا شرف حاصل ہے رساتھ ہی بادشاہ یا اس کی جگہ مسند نشیں ہونے والے سے عقیدت کا افتخار بھی ا ہے۔ اپنے ہمعصر امراء میں بادشاہ کی عنایتوں کا نزول ان پر زیادہ ہے۔ یہ سرداروں یں بہترین سردار اور اخلاص و عقیدت کا مجسمہ ہے۔ امیر فتح علی خاں تالپور کے ن اوصاف نے یقین و صداقت کی راہوں پر گامزن ہوتے ہوئے انہیں اس

قدیم حکومت (افغانستان) سے منسلک کر دیا ہے اور مضبوط رسی کی طرح اپنا تعلق (اس حکومت سے) قائم کرلیا ہے۔ اس لئے شاہی نوازشات و احسان کے چمکتے ہوئے سورج، جو ایک کرن ان (تالپور امیر) پر پڑی ہے اس نے ان کی امیدوں کے چمن زار کو منور کرد ہے۔ لہٰذا اس سال کے ابتدا سے انہیں حشمت و شوکت دستگاہ، امیر الامراء العظام اخلاص کیش آستان معدلت نشان خیر اندیش خاندان عالی شان، معتمد الدولہ اور معین الملک کے القاب سے نوازا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی پہلے ناظم کو معزول کر کے صوبہ سندھ اور ٹھٹھہ کی نظامت و صوبیداری کے اختیارات سے انہیں سرفراز کیا جاتا ہے۔ اپنے ہمعصر عہدہ داروں میں ممتاز کرتے ہوئے انہیں درجہ تخصیص سے نوازا جاتا ہے تاکہ انتظامی امور میں وہ اپنی بے پناہ صلاحیتوں کے جوہر دکھائیں۔ لوگوں کو متحد کریں اور ان کے مسائل کو پیش نظر رکھیں اور ان علاقوں کے باشندوں میں جو مظلوم اور کمزور ہیں ان کی غم خواری اور دادرسی کریں اور ناپسندیدہ و مفسد عناصر کی بیخ کنی کریں۔ ڈاکوؤں، چوروں، اوباشوں اور حکومت کے مخالفین کو پہلے سمجھائیں اور بار بار تنبیہ کریں (پھر بھی اگر وہ باز نہ آئیں تو مناسب اقدام کریں) اپنے سے قریب اور دور ہر قسم کے لوگوں کے احوال و کردار پر نظر رکھیں۔ شہروں، دیہاتوں اور کھیتوں کی پوری پوری حفاظت کریں اور ساتھ ہی زیادہ سے زیادہ غلہ اُگانے کی کوشش کرتے رہیں۔ سرکاری مالیانہ کی وصولی اور عوام کے حقوق کی ادائیگی میں پورے نظم و ضبط سے کام لیں حسب سابق جن لوگوں کے پاس جائداد ہے اسے برقرار رکھتے ہوئے اس کی نگہداشت کریں دیوانی احکامات اور سرکاری حکم ناموں کو روبہ عمل لانے کے لئے کسی قسم کی دیر نہ کریں اور نہ اس سلسلے میں کسی قسم کی چشم پوشی سے کام لیں بلکہ اپنی حکمت عملی اور تجربہ سے ان معاملات پر نظر رکھیں اور جب وہاں (سندھ) کے لوگ اپنے مقدمات پیش کریں تو سرکاری قوانین اور علاقائی رواج کو پیش نظر رکھتے ہوئے معاملے کی گہرائی میں جاکر حق کو ثابت کریں۔ ان معاملات میں جن کا تعلق شریعت مطہرہ سے ہو، ان میں احکام شرعیہ سے رجوع کریں اور کتاب اللہ کے احکام اور اس کی روح کے مطابق ان کا فیصلہ کریں۔ اور یہ بات پیش نظر رہے کہ کسی کے ساتھ ظلم و زیادتی نہ ہونے پائے

مالیات کے سلسلے میں اس بات کو خصوصی طور پر ملحوظ رکھیں کہ پہلی حکومت نے جو مالیانہ مقرر کر رکھا ہے جس کی رقم کا ثبوت ہمارے سرکاری اندراجات میں اس کے وکیل کی مہر سے موجود ہے، سال بہ سال پوری رقم کی وصولی کر کے حکومت عالیہ کے اعلیٰ خزانچی کو بھیجیں وراس کا حساب وقت پر سال بہ سال بلاتاخیر روانہ کریں۔ ایک سال کے مالیانہ کو دوسرے سال میں ادائیگی کے لئے بالکل مؤخر نہ کریں۔ اس معاملے میں اسے تاکیدی احکامات خیال کرتے ہوئے پابندی سے عمل کریں اور حکم عدولی سے بچیں (یہاں پر ان کا ترجمہ ختم ہوتا ہے)

جب قیصر خاں اور ان کے وفد کے دیگر ارکان واپس سندھ پہنچے تو جشن کامرانی منایا گیا۔ فتح علی خاں تالپور اس پروانہ حکومت عالیہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے سندھ کی ترقی کے مختلف مسائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ٹھٹھہ کی نوابی قیصر خاں کے صاحبزادے غلام علی خاں نظامانی کو ملی۔ سماج دشمن عناصر اور چوروں، بدمعاشوں اور باغیوں کے قلع قمع کیلئے زبردست مہم شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ بندھانی رہزن قوم پر نواب غلام علی خاں نے فوج کشی کر کے عوام کو سکھ کی زندگی گذارنے کا موقع دیا۔ عظیم ٹھٹھوی نے فقتنامہ میں ان حالات کو اس طرح قلم بند کیا ہے ۔

ازاں بعد آں نخل باغ نظام — کہ در صوبہ ٹھٹھہ شدہ نیکنام
غلام علی ابن قیصر فقیر — دگر حاجی احمد غلام امیر
بہ تخریب آں نہ بہانی سگاں — بہ لکرالہ بردند فوج شہاں
نمودند در مدبراں قتل عام — جدا کرد با قاتلاں انتقام

چنانچہ تخریب پسندوں اور سماج دشمن لوگوں کی سرکوبی کے بعد عوام میں جن لوگوں نے حکومت سے پورا پورا تعاون کرتے ہوئے کارہائے نمایاں انجام دیئے یا لڑائی میں اپنی بہادری کے جوہر دکھائے، انہیں انعام واکرام سے نوازا گیا۔ اسی زمانے کی بات ہے کہ میر فتح علی خاں کسی وجہ سے اپنے ایک نواب سے ناراض ہو گیا۔ نواب صاحب کو جب اس ناراضگی کی اطلاع ملی تو فوراً ایک معافی نامہ اشعار کی صورت میں لکھ بھیجا۔ ایک دو اشعار ملاحظہ ہوں ۔

شاہا بہ عاصیاں زرہ لطف شاد باش | بر جرم ما مبیں برہ عدل و داد باش
من بندۂ قدیم توام ای خدیو دہر | کیخسر بمعدلت کیقباد باش
چوں آفتاب تاب میفگن بذرۂ | با بیکساں چو صبحدم با مداد باش
بخت سکندری ست فروزانت از جبیں | پیوستہ کامگار بہ تخت و مہاد باش
عمر ترا بقا بود از خضر بیشتر | افزوں ہا افزونی و دراز دیاد باش
یا طالباں ز فیض خود اے شاہ اولیا | شاہانہ رہنمائی طریق رشاد باش
فتح علی بہ تست ہم آغوش ہم قریں | در حضرت علی برہ انقیاد باش
بیچارہ "ولی" ز دل و جان غلام تست | بادی ز فرط فضل و کرم خوش نہاد باش

میر فتح علی نے نواب صاحب کی قابلیت کو دیکھتے ہوئے نہ صرف یہ کہ انہیں معاف کر دیا بلکہ دربیلہ پرگنہ کا والی بنا دیا .... اس کا ثبوت ایک خط سے بھی ملتا ہے جس میں میر فتح علی خاں تالپور نے دربیلہ پرگنہ کے والی نواب ولی محمد لغاری کو یہ لکھا ہے کہ ہم نے دربیلہ پرگنہ میں دیہہ تالپور فقیر نوحانی کو انعام کے طور پر ۱۲۳۰ھ کی فصل خریف کی ابتدا سے دے دی ہے، لہٰذا انہیں اس کا قبضہ دیدیا جائے۔ اس خط کا متن یہ ہے۔

"اخوت پناہ ولی محمد لغاری...... پرگنہ دربیلہ مسرور باشد دریں وقت از روئے شفقت و رحمت دیرہ داری دیہہ تالپر عملہ پرگنہ دربیلہ من ابتدائے فصل خریف ۱۲۳۰ھ بنام اخوی اعزی شہک فقیر نوحانی مقرر فرمودہ شد لہٰذا قلمی یافت کہ دیرہ داری دیہہ مذکور... فصل مذکور باسم اخوی رافع مقرر دیماں وانستہ ابواب فروعی و غیرہ وجوہ دیرہ داری بتصرف مومی الیہ واگذارند کہ براں قابض بودہ در تقدیم خدمات سرکاری ساعی باشد۔ نہم شوال المعظم ۱۲۰۷ھ"

قیصر خاں نظامانی ۱۲۲۳ھ میں فوت ہوئے